والا اور ایک خدا کے کلام کا بے بدل مفسر ہے۔

اور آخر میں غالب کا ایک شعر:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اولئیم!
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

گوشہ علمی و تعلیمی خبریں

مرتب: پروفیسر ڈاکٹر فرحت۔ ڈاکٹر مسز بشریٰ بیگ

جامعہ کراچی کے تین سینئر پروفیسرز پر علمی سرقہ کا الزام ثابت:

سابق ڈین ڈاکٹر عبدالرشید پر تنقید

(محمد عسکری اسٹاف رپورٹر، جنگ کراچی، ۱۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء) جامعہ کراچی کے تین سینئر پروفیسرز پر علمی سرقے کا الزام ابت ہو گیا ہے، اس سلسلے میں کی جانے والی تحقیقاتی رپورٹ جامعہ کراچی کی انتظامیہ کو جمع کرادی گئی ہے۔ کلیہ معارف اسلامیہ کے معطل ڈین پروفیسر جلال الدین نوری کے خلاف علمی سرقے کے معاملے کی تحقیقات شریعت کورٹ کے سابق چیف جسٹس حاذق الخیری نے کی ہے، جبکہ شعبہ کیمیا کے معطل چیئرمین سعید آرائیں اور شعبہ فارمیسی کی سابق ڈین پروفیسر نجمہ سلطانہ کے خلاف علمی سرقے کی تحقیقات سپریم کورٹ کے سابق جسٹس (ر) سلیم اختر نے کی ہے۔ جسٹس حاذق الخیری نے ان تحقیقاتی رپورٹ میں پروفیسر جلال الدین نوری کے پی ایچ ڈی کے مقالے کو علمی سرقہ قرار دیتے ہوئے ان کے سپروائزر سابق ڈین ڈاکٹر عبدارلرشید (ریٹائرڈ) پر تنقید کی ہے، جن کو خود عربی نہیں آتی، مگر وہ عربی کے مقالے کے سپروائزر بن گئے۔ پروفیسر نجمہ سلطانہ اور سعید آرائیں کے خلاف علمی سرقے کی تحقیقات کرنے والے جسٹس (ر) سلیم اختر نے دونوں پروفیسرز کے لکھے گئے ریویو آرٹیکل کو علمی سرقہ قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ

جامعہ کراچی نے سنڈیکیٹ کی سفارش پر ۱۸ مئی ۲۰۰۹ء کو ان تینوں پروفیسرز کو معطل کر دیا تھا جبکہ شعبہ کیمیا کی کوآپریٹو لیکچرر ذکیہ بی بی کو سبکدوش کر دیا تھا، جس کے بعد تینوں پروفیسرز کے خلاف ریٹائرڈ ججز پر مشتمل تحقیقاتی افسران کا تقرر کیا گیا، جنہوں نے اپنی رپورٹ انتظامیہ کے پاس جمع کرادی ہیں، اب یہ رپورٹ سنڈیکیٹ کے اجلاس میں پیش کی جائیں گی۔ جس کے بعد علمی سرقے میں ملوث ان افسران کے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے گا۔

علمی سرقہ کے مرتکب سپروائزر کے پی ایچ ڈی طلباء نئے سپروائزر تلاش کریں: جامعہ کراچی

(جنگ، کراچی، ہفتہ ۳۱/ اکتوبر، ۲۰۰۹ء، محمد عسکری اسٹاف رپورٹر) تین سینئرز پروفیسرز پر علمی سرقے کا الزام ثابت ہونے کے بعد ان کی نگرانی میں ایم فل و پی ایچ ڈی کرنے والے طلباء وطالبات کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ جامعہ کراچی کی انتظامیہ نے پروفیسر جلال الدین نوری، پروفیسر سعید آرائیں اور پروفیسر نجمہ سلطانہ کے زیر نگرانی ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے طلبہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کی نگرانی کے لئے نئے سپروائزرز کا انتظام کرلیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو ان کی تحقیق کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ جامعہ کراچی کے ایک ڈین نے ''جنگ'' کو بتایا کہ حال ہی میں بورڈ آف ایڈوانس ریسرچ اسٹڈیز کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ علمی سرقے میں ملوث تینوں پروفیسرز کی زیر نگرانی ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ فوری طور پر نئے سپروازر کا انتظام کرلیں ورنہ ان کے لئے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں، ''جنگ'' کو معلوم ہوا ہے کہ ان اساتذہ کے زیر نگرانی تحقیق کرنے والے طلبہ کی تعداد 20 سے زائد ہے جن میں چند معروف نام بھی شامل ہیں۔

مولانا نادر عالم پرنسپل پاکستان انٹرنیشنل اسکول ریاض سعودی عرب کا نادر کارنامہ:
حکومت پاکستان سے ستارہ امتیاز عطاء کرنے اور مستقل پرنسپل بنانے کی درخواست۔

سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض میں آج سے تقریباً اکتالیس ۴۱ سال پہلے پاکستان انٹرنیشنل اسکول ریاض کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ موجودہ پرنسپل جناب نادر عالم سے پہلے آنے

والے چودہ پرنسپلز نے کوشش کی کہ اسکول ہذا کے لئے اپنی زمین خریدی جائے لیکن تمامتر کوششوں کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔

یہ ادارہ آٹھ ہزار طلباء وطالبات اور تین سو سے زائد معلمین و معلمات پر مشتمل ہے۔ اس میں اے غیر تدریسی عملہ بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اسکول ہذا کے موجودہ پرنسپل جناب نادر عالم صاحب نے جب اپنے عہدے کا چارج سنبھالا تو انہوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ ان کی اوّلین ترجیح اسکول کے لئے اپنی عمارت کا حصول تھا۔ کیونکہ اسکول ہذا کی تمام عمارتیں کرائے پر لی ہوئی تھیں، اور ان کا سالانہ کرایہ چوبیس لاکھ ریال ادا کرنا اسکول انتظامیہ کے لئے کاردارد تھا۔ اس لئے اپنے اس مقصد اولیٰ کو سامنے رکھتے ہوئے پہلے مرحلے کے طور پر اسکول کے لئے مناسب وموزوں جگہ کی تلاش ستمبر ۲۰۰۷ء میں شروع کی گئی۔

جس زمین کا انتخاب کیا گیا وہ ایک پرنس کی تھی۔ زمین کو اسکول کے نام منتقل کرانے کے مراحل شروع ہوئے۔ بلدیہ ریاض نے اس سلسلے میں اپنے دوتین قانونی نکات واعتراضات سے پرنسپل اور اسکول منیجمنٹ کونسل کو مطلع کیا۔

اعتراضات کو دور کرنے کے لئے پرنسپل اسکول ہذا نے رئیس البلدیہ سے ملاقات کی جنہوں نے اجازت عنایت کردی۔ مرحلہ یہ تھا کہ ریاض کے میئر سے اجازت نامہ حاصل کیا جائے۔ ریاض کے میئر نے اجازت نامہ دینے سے یکسر انکار کردیا۔ پرنسپل کی پراثر کوشش وگفتگو کے بعد ریاض کے میئر نے اجازت نامہ مرحمت فرمادیا کہ اس کے بعد کا مرحلہ یہ تھا کہ سعودی وزارتِ تعلیم سے بھی اجازت نامہ حاصل کیا جائے۔ پرنسپل کی کوششوں سے یہ بھی حاصل ہوگیا۔

اس کے بعد ایک اور مرحلہ سامنے آیا کہ وزارت العدل سے اجازت نامہ حاصل کیا جائے۔ جس کے تحت زمین کو اسکول ہذا کے نام کیا جاسکتا ہے۔ سفیر پاکستان جناب شاہد کریم اللہ نے نئے سرے سے اس حکم نامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک درخواست وزارتِ خارجہ کے نام لکھی کہ وہ پاکستان انٹرنیشنل اسکول کے لئے اپنی زمین خریدنے کی منظوری دیں۔

وزارتِ خارجہ میں درخواست دائر کئے جانے کے بعد مملکت سعودی عرب کے وزیر خارجہ جناب پرنس سعود الفیصل نے سفیر پاکستان کی خصوصی درخواست پر اجازت نامہ عنایت کردیا۔ ان تمام تر مراحل کو کامیابی سے طے کرنا اسکول ہذا کے پرنسپل کی شبانہ روز محنت کا ثمر تھا جو آخرکار مل گیا۔

اس جدوجہد کے اصل مراحل طے کرنے کے بعد وثیقہ نویس سے دستاویزات کا حاصل کرنا تھا۔ اس معاملے میں قانونی طور پر زمین کی ملکیت کے معاملے میں فیصلہ کن دستخط کا مسئلہ سامنے آیا۔ پرنسپل اسکول ہذا نے بہت جدوجہد اور بھاگ دوڑ کے بعد وزارت تعلیم اور پاکستان ایمبیسی سے اس معاملے میں خصوصی خطوط حاصل کئے اور آخرکار دستخطوں کا مسئلہ حل ہوا۔

پرنس سے حاصل کردہ زمین اب پاکستان انٹرنیشنل اسکول کے نام ہوگئی ہے۔ قانونی دستاویزات پر یہ عبارت درج ہے کہ "یہ زمین پاکستان انٹرنیشنل اسکول ریاض کی اپنی ملکیت ہے اور یہ ادارہ ہی اس کا مالک ومختار ہے۔"

سعودی عرب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ پاکستان کو زمین حاصل کرنے کا یہ موقع ملا یہ ایک مولوی کی پاکستان کے لئے عظیم خدمت ہے حکومت پاکستان سے ہم بھرپور مطالبہ کرتے ہیں، موصوف کو ستارہ امتیاز سے نوازا جائے۔ (چیف ایڈیٹر ودیگر)

تعلیمی منشور کیا ہو؟

پروفیسر ہارون رشید: سابق ڈائریکٹر کالجز

قومی انتخاب ۲۰۰۸ء کے انعقاد کے موقعہ پر ملک کی منتخب چنیدہ سیاسی جماعتوں نے یقیناً اپنی ترجیحات طے کرلی ہوں گی، تاہم یہ امر حیرت انگیز اور دلچسپ ہے کہ تعلیم کے معاملے میں تمام جماعتیں اپنے دور اقتدار میں تعلیم میں موجود کرپشن، کم مائیگی اور ناقص منصوبہ بندی کو یکسر فراموش کرکے ایک بار پھر بلند معیار تعلیم، کرپشن کے خاتمے اور تعلیم کو پہلی ترجیح قرار دینے کے بلند بانگ دعوے کرتی رہی ہیں۔ ادھر وفاقی اور صوبائی سطح پر تعلیم کی ساری وزارتیں قومی تعلیمی پالیسی کا

حلیہ بگاڑنے اور پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں کرنے میں شب و روز مصروف ہیں۔ بصد ادب عرض ہے کہ صوبائی اور وفاقی وزرائے تعلیم کا تعلیمی مسائل سے آگہی اور رابطے کا کوئی پس منظر اور تجربہ نہیں ہے۔ وہ تعلیم سے ہٹ کر مختلف ملازمتوں اور سرگرمیوں کا اعلیٰ تجربہ ضرور رکھتے ہوں گے مگر تعلیمی منصوبہ بندی اور قومی تعلیم کے گزشتہ ۶۰ برسوں کے نشیب و فراز کا انہیں چنداں تجربہ نہیں ہے اور نہ یہ ان کا موضوع رہا ہے، اس لئے مودبانہ التماس یہی ہے کہ وہ للہ قومی اور صوبائی تعلیمی پالیسیوں کا قبلہ تبدیل کرنے کی سعادت حاصل نہ کریں۔

البتہ خوشی کی بات یہ ہے کہ سابق ادوار میں اقتدار حکومت میں شامل عوامی نمائندوں کو اب شعبہ تعلیم میں کرپشن گھوسٹ تعلیم اداروں اور بے مقصد تعلیم کا احساس ہو رہا ہے، حالانکہ ان ہی کالموں میں پے در پے اس قبیل کے کئی موضوعاتی مضامین کے ذریعہ ان اہم مسائل کی جانب توجہ دلائی جاتی رہی ہے، مگر ''جو لکھا تو پڑھ کے مٹادیا، جو کہا تو سن کر اڑادیا'' کا معاملہ رہا۔ تعلیم میں کرپشن کے معاملے میں صوبہ سندھ سرفہرست ہے، صوبائی محتسب اعلیٰ کی رپورٹ کے مطابق سندھ کے محکمہ تعلیم سے کرپشن کا خاتمہ کرنا تقریباً ناممکن ہے، نومبر ۲۰۰۷ء کی رپورٹ کے مطابق ضلع دادو کے ای ڈی او تعلیم نے ۲۷۳ آسامیوں کے مقابل ۵۶۷ تقرریاں کیں اور اس طرح ۲۹۴ گھوسٹ افراد کی تنخواہوں کا خورد برد کیا۔ اس افسر اور ماتحت افسران کو اگرچہ معطل کر دیا گیا، تاہم ''رشوت لے کر پھنس گیا ہے، رشوت دے کر چھوٹ جا'' کے مصداق کسی نتیجہ خیز تادیبی کارروائی کی کوئی امید نہیں۔ سرکاری سطح پر اس اعتراف کے بعد عوامی نمائندوں کا کرپشن کے خاتمے کے لئے ازسرنو کمر بستہ ہو جانے پر یقین کر لینے کے بعد خوشی سے مرجانے کو جی چاہتا ہے۔

ادھر ایشیائی زرعی ترقیاتی بینک ADB نے پاکستان میں ۳۸ سال کے دوران ترقیاتی منصوبوں میں اپنی سرگرمیوں کے تحت 6.3 ارب ڈالرز کی امداد کے باوجود کم ترین تعلیمی ترقی کے اسباب اور وجوہات پر مبنی رپورٹ جاری کی ہے، ۱۸۰ منصوبوں کی تکمیل میں تعلیمی ترقی بھی شامل تھی، سابقہ دور اقتدار میں شامل عوامی نمائندوں کو وفاقی سطح پر اس گراں قدر امداد کے بے مصرف

ہو جانے کی رپورٹ ضرور ہوئی ہوگی، رپورٹ میں خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دیگر منصوبوں سے قطع نظر تعلیم کے پھیلاؤ اور اشاعت میں پاکستان ناکامی کے سبب شاہد MG's (Millenium Development Goals) کے اہداف ومقاصد حاصل نہ کرسکے۔ رپورٹ کے تجزیئے کے مطابق تعلیم کے شعبے میں وسائل کو انتہائی ناقص طریقے سے استعمال کیا گیا اور تعلیمی امداد سے مشروط تعلیم کا بجٹ انتہائی کم ترین یعنی GDP کا ۱.۷ء ہے، ۲ فیصد تک رکھا گیا اور اس امداد کو مکمل طور پر جائز خرچ کرنے کے بجائے کرپشن اور دھاندلی کی نذر کردیا گیا۔ ابتدائی برسوں میں تعلیمی سیکٹر کی ترقی کا تناسب محض ۲۹ فیصد رہا، تعلیمی ترقی کی درجہ بندی میں رپورٹ میں اسے جزوی ترقی یعنی Partly Successfull کا تیسرا گریڈ دیا گیا ہے۔ سرکاری سطح پر تعلیم کی اشاعت میں ناکامی نے معیار تعلیم کا مسئلہ کھڑا کردیا، متوسط طبقے کے علاوہ غریب طبقہ بھی بہتر تعلیم کے حصول کے لئے مہنگے پرائیویٹ اسکولز کا رخ کرنے لگا، تعلیم کی جانب سے حکومت کی بے نیازی کی وجہ سے نجی تعلیمی اداروں کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ ہوا، مہنگی فیسیں ہوشربا قیمتوں کے غیر ملکی نصاب کی کتب نے متوسط طبقے کے لئے بھی بہتر تعلیم کا حصول ایک ڈراؤنا خواب بنادیا ہے۔ اس وقت ملک میں موجود سرکاری تعلیمی اداروں کی تعداد 151744 کے مقابل نجی تعلیمی ادارے 76047 ہیں۔ یہ نجی ادارے چاروں صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور کسی بھی صوبے میں ان تعلیمی اداروں کی من مانیوں کو روکنے کے لئے کوئی Regulatory Autority موجود نہیں ہے۔

عوامی نمائندوں میں موجود چند بااثر خاندان ایسے کئی شاندار تعلیمی اداروں کی ایک Chain کے مالک ہیں۔ مختلف شہروں کے بہترین علاقوں میں ایکڑوں زمین رعایتی دام میں حاصل کرنا ان مالکان کے لئے انتہائی آسان ہے۔ انتخابات میں ووٹرز کی توجہ مبذول کرانے کے لئے ایک حالیہ مذاکرہ میں سابقہ وزرائے تعلیم اور عوامی نمائندوں نے علمی پسماندگی کا اعتراف کرتے ہوئے تعلیم کے آئندہ وژن پر اظہار خیال کیا اور کہا کہ کرپشن کے خاتمے کے لئے 12777 گھوسٹ اسکولوں کا خاتمہ ضروری ہے۔ یہ رائے بھی ظاہری کی گئی کہ تعلیم کے ۳ نظام سرکاری اسکولز انگریزی

سسٹم کے نجی اسکولز اور مدارس میں توازن قائم کیا جائے، مادری اور علاقائی زبانوں میں ابتدائی تعلیم دی جائے۔کل تک کے بااختیار پالیسی ساز مختار کل وزراء اور پارٹی لیڈرز کی زبانی یہ مطالب سنتے ہوئے انقلاب فرانس کی محرک واقعہ کی یاد تازہ ہوگئی، جس میں ملکہ فرانس ازراہ تمسخر ایک مفلوک الحال فاقہ زدہ چیتھڑوں میں ملبوس فقیرنی کا فینسی ڈریس شو کر رہی تھی۔

ہمارا معاشرہ تو ٹھہرا ایک نقارخانہ طوطی کی آواز کون سنتا تاہم بین الاقوامی چندہ فراہم کرنے والے ادارے یورپی یونین کمیشن کو اس بے قاعدگی اور دھاندلی کی خبر ہوگئی اور انہوں نے تعلیمی مقاصد کے لئے دی جانے والی ۳ کروڑ ۹۰ لاکھ یورو جو پاکستانی کرنسی میں ساڑھے تین ارب روپے بنتے ہیں امداد روک دی۔ یہ ایک شرمناک سزا ہے جو صوبہ سندھ کے شعبہ تعلیم کو دی گئی، اب اس امداد کو شفاف میرٹ پر مبنی تقرریوں سے مشروط کر دیا گیا ہے۔روبہ زوال معیار تعلیم کا مسئلہ تعلیمی بجٹ میں دھاندلی کی رپورٹس طبقاتی نظام تعلیم کی موجودگی اور اس طرح کے تعلیمی نظام میں منفی رجحانات یہ تمام حقائق سابقہ عوامی نمائندوں وزراء وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے علم میں ہمیشہ سے تھے۔ہمارا ذہن یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ انہیں کیوں ترجیحی بنیادوں پر حل نہیں کیا جاسکتا۔

انٹرنیشنل رپورٹ میں پاکستان، نائجیریا کے بعد دوسرا بڑا ناخواندہ ملک ٹھہرایا گیا ہے، خیال رہے کہ پاکستان میں گزشتہ دسمبر تک اسکول کی سطح پر تعلیم سے محروم بچوں کی تعداد ۶۵ لاکھ تھی۔اس رپورٹ میں اور بھی دیگر ہولناک کوتاہیاں پاکستان کی موجودہ تعلیمی صورتحال سے متعلق شائع کی گئی ہیں، بقول شاعر

غالب نہ کر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب ان پر کہے بغیر

پھر بھی کچھ تجاویز تمام سیاسی جماعتوں اور عوامی نمائندوں کے لئے پیش خدمت ہیں۔ نظریاتی وفکری غیر ہم آہنگی کے باوجود ان پر غیر جانبدارانہ اور ہمدردانہ غور کیا جاسکتا ہے۔

(۱) تعلیم کی سابقہ کرپشن کی تحقیقات/ مقدمات نیب NAB کے سپرد کی جائیں اور ایک محدود مدت میں ان مقدمات کو نمٹانے کی ہدایت کی جائے۔ (۲) تعلیمی بجٹ کی شرح کو جی این پی میں اضافہ یا کمی سے مشروط نہ کیا جائے اور نہ ہی ہنگامی حالات میں تعلیمی بجٹ میں کٹوتی کی جائے۔ (۳) فوری طور پر وفاقی اور صوبائی سطح پر ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم کیا جائے جو صرف ابتدائی اور پرائمری تعلیم کی ترقی کے ذمہ دار ہو اور صدر پاکستان سربراہ ہوں۔ (۴) وفاقی اور صوبائی سیکریٹریٹ ڈائریکٹوریٹ میں اعلیٰ افسران کی تقرری سے قبل انہیں NIPA اور دیگر اعلیٰ ٹریننگ دینے والے اداروں سے Crash Educational Program کی تربیت دی جائے۔ محض CSP یا PSP افسران وقت گزاری اور بیرون ملک دوروں/ تفریحات کے لئے تعینات نہ کئے جائیں۔ (۵) وفاقی اور صوبائی وزرائے تعلیم کی نامزدگی سے قبل صرف ان کا غیر ملکی تعلیم یافتہ یا اعلیٰ خاندانی پس منظر نہ دیکھا جائے بلکہ یہ وزارت مخصوص تعلیمی میدان ور جحانات کے حامل افراد کے سپرد کی جائے۔ (۶) فنون، فلسفہ، جنرل تاریخ، عالمی جغرافیہ اور فارسی کو دوبارہ نصاب میں اختیاری مضامین کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔ (۷) زرعی ترقی کا باب لازماً سائنسی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے اور زرعی معلومات و اہمیت کے ادارے قائم کئے جائیں۔ واضح رہے کہ ملک کی ۸۰ فیصد آبادی زراعت پیشہ ہے اور زراعت میں جدید تکنیکی سہولت نہ ہونے کے باعث ملک کی معیشت کو بے حد نقصان پہنچ چکا ہے۔ (۸) وفاقی و صوبائی وزارت تعلیمات کی جانب سے اہم تعلیمی معاملات پر عجلت میں کئے گئے فیصلوں کو موخر کر دیا جائے۔ (۹) نئی تعلیمی پالیسی (اگر کوئی زیر غور ہے) تو اسے قومی اسمبلی میں اتفاق رائے سے منظور کیا جائے۔ سابقہ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸۔۲۰۱۰ء میں وفاقی یا صوبائی وزارت تعلیم کوئی تبدیلی نہ کرے۔ (۱۰) ملک کی تمام یونیورسٹیز، انٹر اور میٹرک بورڈ سے حاضر اور ریٹائرڈ فوجی افسران، وائس چانسلرز، چیئرمین، سیکریٹریز یا دیگر انتظامی عہدوں سے فارغ کیا جائے اور ان کی خدمات کے اعتراف میں ان حضرات کو دوسرے شعبوں میں تعینات کیا جائے۔ (۱۱) چیئرمین، سیکریٹریز اور کنٹرولر انٹر بورڈ،

میٹرک بورڈ، ٹیچرز فاؤنڈیشن اور ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں تعینات ریٹائرڈ حضرات کی قابلیت کارکردگی اور اہلیت کا جائزہ لیا جائے۔ گزشتہ تین سال سے زائد تعینات افسران کو فارغ کیا جائے۔ (۱۲) طلبہ کی تعلیمی اور نیم سیاسی سرگرمیوں سے متعلق یونین پر پابندی حکومتی خوف اور ریاستی جبر کے مترادف ہے، یونین کی بحالی پر تمام سیاسی جماعتیں متفقہ لائحہ عمل تلاش کریں۔

قومی اسمبلی میں مکمل بحث کے دوران سیاسی جماعتیں اپنی ماتحت طلباء تنظیموں سے برتر قومی مفاد میں برأت کا اعلان کریں۔ (۱۳) قومی اسمبلی کی مجلس قائمہ برائے تعلیم میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی مساوی نمائندگی ہو، طلباء اساتذہ سرپرستوں کو اعزازی رکنیت دی جائے تا کہ تمام اہم تعلیمی مسائل پر قومی اتفاق رائے سے فیصلہ کیا جا سکے۔ (۱۴) صدر، وزیر اعظم، وزرائے تعلیم اور سیکریٹریز تعلیمات نجی تجارتی تعلیمی اداروں کی تقریبات میں تعلیمی ترجیحات متعین نہ کریں، کیونکہ اس طرح سرکاری تعلیمی اداروں کے طلبہ اور اساتذہ میں مایوسی اور بددلی پھیلتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ صوبائی وزیر، سیکریٹری تعلیم اپنے صوبہ اور اضلاع کے تعلیمی اداروں کے دوروں کا شیڈول مرتب کریں تا کہ وہ اساتذہ طلبہ اور انتظامیہ کے مسائل سے ذاتی طور پر باخبر ہو سکیں۔ (۱۵) ہر سطح کے اساتذہ کی تنخواہوں اور پینشن کا سالانہ جائزہ لیا جائے۔ اسے افراط زر اور مہنگائی میں اضافے کی شرح کے مطابق طے کیا جائے۔ (۱۶) ملک میں طبقاتی نظام کے خاتمے کے لئے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے نصاب اور فیس اسٹرکچر کا جائزہ لیا جائے، سرکاری اسکولز، نجی اسکولز، کیڈٹ اسکولز اور مدارس کے نصاب میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ (۱۷) ٹیکسٹ بک بورڈ خصوصاً سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے تحت نصابی کتب کی بروقت اشاعت کے لئے صوبائی سطح پر ایک کنٹرولنگ اتھارٹی قائم کی جائے اور ٹیکسٹ بک بورڈ کے حسابات کی مانیٹرنگ اور آڈیٹنگ کسی غیر سرکاری ادارے سے کرائی جائے۔ (۱۸) معیار تعلیم ترسیل علم سے مشروط ہے، اس لئے چاروں صوبوں میں پرائمری اور بنیادی تعلیم کی تدریس کے لئے مادری اور علاقائی زبانیں استعمال کی جائیں تا کہ نسل بامقصد اور قابل فہم علم حاصل کر سکے۔ (۱۹) انگریزی زبان کی پہلی کلاس سے

لازمی تدریس کا منصوبہ نا کام ہو گیا ہے، اس لئے کہ نہ کوئی انگریزی کی مستند کتاب دستیاب ہے نہ ہی انگریزی زبان کے تربیت یافتہ اساتذہ میسر ہیں، اس لئے کتب اور اساتذہ کی باقاعدہ فراہمی تک اس تجویز پر عملدرآمد کو مؤخر کر دیا جائے۔ (۲۰) ہر علاقائی اور صوبائی زبان کی ترقی کا علیحدہ بورڈ تشکیل دیا جائے جس میں مقامی ماہر لسانیات ادباء اور شعراء شامل ہوں اس طرح قومی زبان اردو سے منافرت اور تصادم کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ عوامی نمائندوں کو تعلیم کے ضمن میں صرف اپنی سیاسی بصیرت ترجیحات پسند ناپسند پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ طلبہ، والدین اور اساتذہ کی آراء، امنگوں اور قومی ضروریات کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔ اس طرح وہ ماضی کے مقابلے میں ایک بہتر بامقصد اور قابل عمل تعلیمی پالیسی مرتب کر سکیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، جمعہ ۸، فروری، ۲۰۰۸ء)

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء

پروفیسر محمد شکیل صدیق

طویل انتظار کے بعد بالآخر وفاقی کابینہ نے ۹ ستمبر کو قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء کی متفقہ طور پر منظوری دے دی ہے، وفاقی وزیر تعلیم نے کابینہ کے اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے قومی تعلیمی پالیسی کی تفصیلات پیش کیں، جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ملک بھی میں تبدریج یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے گا۔ ۲۔ پہلی جماعت سے انگریزی تعلیم لازمی ہوگی۔ ۳۔ گیارہویں اور بارہویں جماعت کالج کی تعلیم کا حصہ نہیں ہوگی اور اسے اسکول ایجوکیشن میں ضم کر دیا جائے گا۔ ۴۔ تعلیمی بجٹ میں ۲۰۱۵ء تک مجموعی قومی پیداوار کا ۷ فیصد اضافہ کیا جائے گا۔ ۵۔ شرح خواندگی میں ۲۰۱۵ء تک ۸۶ فیصد اضافہ کیا جائے گا۔ ۶۔ اعلیٰ تعلیم کی سطح، موجودہ انرولمنٹ ۴.۷ فیصد سے بڑھا کر ۲۰۱۵ء تک ۱۰ فیصد اضافہ کیا جائے گا اور ۲۰۲۰ء تک ۱۵ فیصد تک کی جائے گی۔ ۷۔ سرکاری تعلیمی اداروں کا معیار تعلیم اے لیول اور او لیول تک لایا جائیگا۔ ۸۔ دوہرے اور طبقاتی تعلیمی نظام کے خاتمے کے لئے مرحلہ وار اقدامات کئے

جائیں گے۔ ۹۔فنی تعلیم کو بنیادی اہمیت دی جائے گی اور معیاری تکنیکی وفنی تعلیم کو یقینی بنایا جائے گا۔۱۰۔حکومت چاروں صوبوں میں اپنا گھر رہائشی اسکولوں کا قیام عمل میں لائے گی۔۱۱۔اسکولوں اور کالجوں میں تدریسی اور انتظامی معاملات کے لئے علیحدہ علیحدہ اسٹاف بھرتی کیا جائے گا۔ ۱۲۔تمام پرائمری اسکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا اور ضلع کی سطح پر تعلیمی بورڈ قائم کئے جائیں گے، جن کے لئے عملے کی بھرتی صوبے کریں گے۔۱۳۔تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء پر عملدرآمد کی نگرانی کے لئے وفاق کی سطح پر بین الصوبائی وزرائے تعلیم فورم کو ادارہ جاتی شکل دی جائے گی جو ریگولیٹری باڈی ہوگی۔۱۴۔پرائمری اساتذہ کی تقرری کے لئے بی ایڈ اور بیچلر کی ڈگری لازمی ہوگی۔ ۱۵۔تعلیمی اداروں کے نصاب کو دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے قومی نصاب ونگ کو اپ گریڈ کیا جائے گا اور امتحانی نظام کو معیاری بنایا جائے گا۔

مذکورہ تعلیمی پالیسی کے بارے میں پہلی بات جو کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تعلیمی پالیسی کا چارسال طویل اور جامع مشاورتی عمل کے بعد اعلان کیا گیا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ مشاورتی عمل کس جزیرے پر ہوا؟ کیونکہ ماہر تعلیم نے تعلیمی پالیسی پر جو بنیادی اعتراض کیا ہے وہ یہی ہے کہ انہیں مشاورتی عمل میں شریک نہیں کیا گیا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیمی پالیسی پر مشاورت کا جو پراپر فورم ہے یعنی پارلیمنٹ اس میں بھی اسے زیر بحث نہیں لایا گیا اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ موجودہ تعلیمی پالیسی منتخب نمائندوں اور ماہرین کے مشورہ کے بغیر قوم پر مسلط کردی گئی ہے، تعلیم کے ساتھ گزشتہ ۶۲ سال جو مذاق ہو رہا ہے، جو موجودہ تعلیمی پالیسی اسی مذاق کا تسلسل ہے، انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قومی تقاضوں اور ضرورتوں کا لحاظ کئے بغیر ایک ایسی تعلیمی پالیسی قوم پر مسلط کردی گئی ہے، جس کا انجام بھی سابقہ تعلیمی پالیسیوں ہی کی طرح ہوگا اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ تعلیمی پالیسی سیاسی شعبدے بازی سے زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ تعلیمی پالیسی کا شوشا چھوڑا جا چکا ہے اس لئے خانہ پوری کے طور پر ایک تعلیمی پالیسی جاری کردی گئی ہے جو سراسر جھوٹے وعدوں اور دعووں پر مبنی ہے۔

وزیر تعلیم نے اعلان کیا ہے کہ ملک بھر میں بتدریج یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے گا، اب یہ "بتدریج" کتنی مدت پر محیط ہے اس کی وضاحت نہیں ہے جس سے حکومت کی بدنیتی واضح ہے کہ وہ یکساں نظام تعلیم رائج کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے حکومت اگر یکساں نظام رائج کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے، حکومت اگر یکساں نظام تعلیم رائج کرنے میں سنجیدہ ہوتی تو وہ اسی تعلیمی پالیسی میں اعلان کرسکتی تھی کہ آئندہ تعلیمی سال سے ملک کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں میں صوبائی ٹیکسٹ بکس کا منظور شدہ نصاب پڑھایا جائے گا اور نجی تعلیمی ادارے تعلیم کے نام پر غریب عوام کو جس طرح لوٹ رہے ہیں اسے فوری طور پر ختم کیا جائے، نجی تعلیمی اداروں اور ان میں رائج نصاب جو امریکا اور برطانیہ سے برآمد شدہ ہے اسے فوری ختم کیا جائے گا، لیکن ایسا نہیں ہوا، جس سے حکومت کی بدنیتی ثابت ہوگئی ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی میں انگریزی کو پہلی جماعت سے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ذریعہ تعلیم کے حوالے سے اوّل روز سے قومی اتفاق رائے ہے کہ اسے قومی زبان یعنی اردو میں ہونا چاہئے، لیکن نئی تعلیمی پالیسی میں ایک بار پھر انگریزی کو مسلط کردیا گیا ہے جو ایک غیر فطری فیصلہ ہے، ایک اور اہم بڑا فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسکول ایجوکیشن کا دورانیہ ۱۰ سال یعنی میٹرک سے بڑھا کر بارہویں جماعت کردیا ہے، اب گیارہویں اور بارہویں جماعت کالج کی تعلیم کا حصہ ہونے کے بجائے اسکول ایجوکیشن کا حصہ ہوگی، یہ امریکی اور برطانوی نظام کی نقل ہے ہمارے ملک کے غریب عوام جو بمشکل میٹرک تک اپنے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ پاتے ہیں وہ بھلا کیسے بارہویں تک اسکول کی تعلیم اپنے بچوں کو دلوائیں گے، یہ فیصلہ صرف ایک مخصوص طبقے کے لئے کیا گیا ہے جس سے نہ صرف تدریسی اور غیر تدریسی عملے کے درمیان ٹکراؤ ہوگا بلکہ قومی اخراجات میں بھی اضافہ ہوگا اور مجموعی طور پر تعلیمی نظام پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، ضلعوں کی سطح پر تعلیمی بورڈ کا قیام ایک اچھا قدم ہے، لیکن بورڈ کے معاملات کو شفاف بنانے اور غیر سرکاری تعلیمی بورڈ جیسے آغا خان بورڈ کے وجود پر کوئی بات نہیں کی گئی ہے حالیہ برسوں میں تعلیمی بورڈز میں کرپشن کے واقعات میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا مقصد ایک طرف تو سرکاری تعلیمی بورڈ کو

بے توقیر کرنا ہے اور دوسری طرف غیر سرکاری تعلیمی بورڈ کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے، جو کسی طور پر بھی تعلیمی نظام کے لئے مفید نہیں ہے۔ پرائمری سطح پر اساتذہ کے تقرر کے لئے بی ایڈ اور بیچلرز ڈگری کی شرط بھی غیر ضروری اور غیر منطقی ہے، اصل ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اساتذہ کی ٹریننگ پر توجہ مرکوز کی جائے، جس کا تعلیمی پالیسی میں وزیر تعلیم نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے، بی ایڈ اور بیچلر کی ڈگری کی شرط کے نتیجے میں تعلیم کے شعبے میں میٹرک اور انٹر پاس افراد کے لئے ملازمت کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں۔

دوسرے اور طبقاتی تعلیم کا رونا بھی روز اول سے رویا جارہا ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی میں نوید دی گئی ہے کہ طبقاتی تعلیمی نظام کا خاتمہ کیا جائے گا اور وہ بھی بتدریج قوم کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ موجودہ تعلیمی پالیسی میں طبقاتی تعلیم کا خاتمہ بھی ایک نعرہ سے زیادہ نہیں ہے، طبقاتی تعلیم ختم کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر نجی تعلیمی اداروں کو ختم کر کے قومی تحویل میں لیا جائے اور سیلف فنانس کے نام پر جاری لوٹ مار ختم کی جائے۔

تعلیمی پالیسی میں پرائیوٹ سیکٹر میں ہونے والی لوٹ مار کے خاتمے کا کوئی ذکر نہیں ہے، لوٹ مار پرائمری اسکول سے لے کر پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں، انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم کی سطح تک جاری ہے، صرف یہی نہیں بلکہ سیلف فنانس کے نام پر سرکاری تعلیمی ادارے بھی تعلیم کی تجارت بلکہ تعلیمی کرپشن میں ملوث ہوچکے ہیں موجودہ تعلیمی پالیسی میں پرائیویٹ سیکٹر میں جاری ڈکیتی کے خاتمے کے لئے کوئی اقدام نہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس ڈکیتی کی پشت پناہی کرنا چاہتی ہے۔

جہاں تک تعلیمی بجٹ کا تعلق ہے تو وہ اس وقت آٹے میں نمک ہے، تعلیمی بجٹ کا بڑا حصہ تنخواہوں کی ادائیگی اور انتظامی امور پر خرچ ہوتا ہے، تحقیق کے لئے جو ذرائع اور وسائل درکار ہیں اس کے لئے پیسہ نہیں ہوتا ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی میں اعلان کیا گیا ہے کہ ۲۰۱۵ء تک تعلیمی بجٹ مجموعی قومی پیداوار کا ۷ فیصد تک کیا جائے گا، ہمارے خیال میں یہ محض فریب ہے ملک کا پورا تعلیمی

انفراسٹرکچر جس حال میں ہے اس کا تقاضا ہے کہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں اور اس کے لئے جو مالی وسائل درکار ہیں اس کے پیش نظر آئندہ بجٹ میں تعلیم کے لئے مجموعی قومی پیداوار کا ۷ فیصد مختص کیا جائے چاہے اس کے لئے دفاعی بجٹ میں کٹوتی ہی کرنا پڑے، ویسے بھی دفاعی بجٹ اور دفاعی قوت وصلاحیت ملک کا دفاع کرنے میں ناکام ہوچکی ہے، سانحہ مشرقی پاکستان ہو یا امریکی ڈرون حملے ہر موقع پر "دفاع" نے قوم کو مایوس کیا اور آخر میں سب سے اہم بات وہ تعلیمی پالیسی کی سمت یعنی تعلیم کا قبلہ وکعبہ! ہم یہ دیکھ رہے ہیں گزشتہ ایک دہائی سے تعلیم کا قبلہ وکعبہ مکہ اور مدینے کے بجائے واشنگٹن اور لندن کی جانب کیا جارہا ہے اسلامیات اور مطالعہ پاکستان سے اسلام اور نظریہ پاکستان کو معدوم ومسخ کیا جارہا ہے، نئے نئے فتنے سر اُٹھار ہے ہیں، نئی تعلیمی پالیسی میں وزیر تعلیم نے جن احکامات کی تشریح وتوضیح کی ہے، اس میں تعلیم کی نظریاتی اساس اور سمت کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا ہے، جس سے شکوک و شبہات کا پیدا ہونا فطری ہے۔ضرورت ا س بات کی ہے کہ تعلیمی پالیسی کو ملک کی نظریاتی اساس سے ہم آہنگ کرنے کے نصاب ونگ کو نہ صرف اَپ ڈیٹ کیا جائے بلکہ اسلام اور نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھنے والے ماہرین کی نصاب ونگ میں نامزدگی کو یقینی بنایا جائے۔

ہم قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء کو موجودہ شکل میں قوم کے لئے قابل قبول نہیں سمجھتے ہیں اور موجودہ خدوخال کے ساتھ تعلیمی پالیسی کا نفاذ نہ صرف قوم کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ انتشار کا سبب بھی بنے گا اس لئے ضروری ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی کے نقائص کو دور کرنے کے لئے ماہرین تعلیم، اساتذہ کرام، طلباء اور والدین سے وسیع پیمانے پر مشاورت کا عمل شروع کیا جائے اور ازسرنو سفارشات مرتب کر کے پارلیمنٹ میں منظوری کے لئے پیش کی جائے۔

سال دوم پرائیویٹ آرٹس کے نتائج: دینی مدارس کی طالبات سبقت لے گئیں:

اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کے تحت انٹر سال دوم آرٹس پرائیویٹ کے سالانہ امتحانات برائے ۲۰۰۹ء کے نتائج کا اعلان کردیا گیا۔ امتحانات میں طالبات نے طلباء پر سبقت حاصل

کرتے ہوئے پہلی تینوں پوزیشنیں حاصل کرلیں۔ پوزیشنیں حاصل کرنے والی طالبات میں خاص بات یہ ہے کہ پرائیویٹ امتحانات میں تینوں کا تعلق دینی مدارس سے تھا، نتائج کے مطابق پہلی پوزیشن حافظہ عائشہ ناز بنت حمید اصغر نے، دوسری طوبیٰ احمد اور تیسری پوزیشن قرۃ العین نے، چوتھی مشال حسین ولد حسن علی، پانچویں زینب بنت احمد حاجی آدمجی اور چھٹی پوزیشن سجل ادریس ولد محمد ادریس نے حاصل کی۔ امتحان میں مجموعی طور پر 14917 طلبہ نے رجسٹریشن کرائی۔(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

پاک فضائیہ کی ٹیم ڈونرز کو تحفظ فراہم کرتی ہے! امریکی اخبار (عظیم ایم میاں)

امریکی فوجی حکام نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں طالبان اور القاعدہ کے خلاف امریکی فوج کو تکنیکی معاونت فراہم کرنے کے لئے پاکستان میں امریکہ کے ۷۰ سے زائد مشیر اور ماہرین خفیہ طور پر کام کررہے ہیں، جبکہ اس سلسلے میں پینٹاگون کے ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان میں ماہرین کی موجودگی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ تفصیلات کے مطابق نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں موجود امریکی مشیروں کی اکثر تعداد کا تعلق امریکی فوج کی اسپیشل فورس سے ہے، یہ فوجی پاک فوج کے جوانوں کو تربیت دینے، انہیں انٹیلی جنس معلومات فراہم کرتے اور ان کی مدد کرنے کے لئے یہاں موجود ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ پاکستان میں موجود امریکی فوجی کسی بھی طرح کی عسکری کارروائی میں حصہ نہیں لیتے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں موجود ان امریکی فوجیوں نے خفیہ ٹاسک فورس قائم کرلی ہے۔ جس کی نگرانی سی آئی اے اور اسپیشل آپریشنز کمان کرتی ہے۔ یہ سلسلہ گزشتہ سال حکومت پاکستان اور فوج کی حمایت سے شروع ہوا تھا تاکہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے والے اور افغانستان میں امریکی فوجیوں پر حملے کرنے والے عناصر کو کچلا جاسکے۔ کسی بھی ملک کی جانب سے کی جانے والی کوششوں میں سے یہ مقاصد سے بھرپور ایک بہ بڑی کوشش قرار دی جارہی ہے۔

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ فرنٹیئر کور کے کمانڈو یونٹ نے انہی امریکی ماہرین کی جانب سے فراہم کردہ انٹیلی جنس معلومات کی بنا پر تقریباً 60 سے زائد شدت پسندوں کو گزشتہ سات ماہ کے دوران ہلاک کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں جب نمائندہ جنگ نے ایک امریکی عہدیدار سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ اس وقت اس خبر کی تصدیق نہیں کر سکتے، لیکن امریکا پاکستان میں جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ پاکستانی حکومت کی دعوت اور اس کی رضامندی سے کر رہا ہے۔

نیویارک ٹائمز کے مطابق چار ہفتے قبل کمانڈوز نے القاعدہ سے وابستہ سعودی شدت پسند کو گرفتار کیا تھا تاہم طالبان شدت پسند جن میں بیت اللہ محسود مولانا فضل اللہ اور ان جیسے دیگر رہنما تاحال روپوش ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکی حکام کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ وہ پاکستان کے آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی کو پاک فوج کے لئے بڑے پیمانے پر انسداد دہشت گردی کا امریکی تربیتی پروگرام شروع کرائیں۔ نیویارک ٹائمز نے ایک پاکستانی عہدیدار کے حوالے سے بتایا ہے کہ پاک فضائیہ کی ائر ڈیفنس کنٹرولرز کی ایک چھوٹی ٹیم اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں تعینات کی گئی ہے جو اس بات کی یقین دہانی کرتی ہے کہ قبائلی علاقوں میں شدت پسندوں کے خلاف کارروائیوں میں مصروف پاکستان کے F-16 طیارے کہیں غلطی سے انہی علاقوں میں اڑنے والے امریکا کے بغیر پائلٹ جاسوس طیاروں یا چھوٹے پیمانے پر زمینی کارروائیوں میں مصروف سی آئی اے کے جاسوسوں کو نشانہ بنا ڈالیں۔

''جنگ'' نے اس خبر کے معاملے پر پاک فضائیہ کے ایک افسر سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سینئر افسران نہیں ہیں، میں ان سے پوچھ کر بتاؤں گا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے، البتہ ہم دہشت گردوں کے خلاف کام کرنے والے اداروں سے رابطے میں رہتے ہیں۔ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ قبائلی علاقوں میں عسکریت پسندوں سے نمٹنے کے لئے پاکستان کی پیرا ملٹری فورس کے چار سو کمانڈوز کو امریکی ماہرین نے سات کی خصوصی اور سخت تربیت دی ہے۔ یہ چار سو فوجی پانچ لاکھ پاکستانی فوج کی کمان سے علیحدہ ہیں۔

ان کمانڈوز کو ایف سی کے تمام رینکس سے منتخب کیا گیا ہے۔ دریں اثنا امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکا پاکستان میں فوجی کردار ادا کر رہا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اے ایف پی کے مطابق پینٹا گون کے ترجمان برائن وائٹ مین نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ امریکا کے ماہرین پاکستان میں ایف سی اہل کاروں کو تربیت دے رہے ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

نیویارک ٹائمز میں شائع ہونے والی یہ خبر بے بنیاد ہے کہ امریکی ماہرین خفیہ طور پر پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''ٹرین دی ٹریز'' پروگرام کے تحت ۳۰ امریکی ماہرین پاکستان میں سیکیورٹی اہلکاروں کو تربیت دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی تصدیق یا تردید نہیں کی کہ تربیت دینے والے امریکیوں کا تعلق اسپیشل آپریشن فورسز سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کے حوالے سے کھلے ماحول میں بات چیت ہوتی رہی ہے اور یہ خفیہ پروگرام نہیں ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۴ فروری ۲۰۰۹ء)

دنیا میں ۶۹۱۲ زبانیں بولی جاتی ہیں جبکہ ۴۸ فیصد پاکستانی پنجابی بولتے ہیں:

اقوام متحدہ کے تحت ۲۱ فروری کو آج دنیا بھر میں مادری زبانوں کا عالمی دن منایا جارہا ہے، عالمی ادارے کے تحت یہ دن ۲۰۰۰ء سے منایا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں ہونے والی آکسفورڈ یونیورسٹی کی ایک تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں اب بھی ۶۹۱۲ زبانیں بولی جاتی ہیں، جبکہ گزشتہ ۵۰۰ برسوں کے دوران تقریباً اتنی ہی زبانیں زوال پذیر ہوتے ہوتے ختم ہوگئیں۔ عالمی سطح پر زبانوں کی تعداد اور ان کو بولنے والوں کا تناسب انتہائی غیر متوازن ہے۔ صرف ۷۵ زبانیں ایسی ہیں جن کو بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہے اور صرف ۸ زبانیں ایسی ہیں جن کو بولنے والے افراد کی تعداد ۱۰ کروڑ سے زائد ہے، جو کل عالمی آبادی کا ۴۰ فیصد بنتا ہے۔ سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانیں چینی، ہسپانوی، انگریزی، ہندی، پرتگالی، بنگالی، روسی اور عربی ہیں جبکہ دنیا کی ۸۰ فیصد زبانیں صرف ۲۰ ممالک میں استعمال ہوتی ہیں۔ دنیا میں ۲۰۴ زبانوں کو بولنے

والے افراد صرف ۱۰ تک یا اس سے زائد ہیں، جبکہ ۳۴۴ زبانوں کو بولنے والوں کی تعداد ۱۰ سے ۹۹ کے درمیان ہے۔ عالمی سطح پر صرف ۱۰۰ زبانوں کا استعمال تحریری شکل میں کیا جاتا ہے۔ سی آئی اے ورلڈ فیکٹ بک کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ ۴۸ فیصد پنجابی، ۱۲ فیصد سندھی، ۱۰ فیصد سرائیکی، ۸ فیصد پشتو، ۸ فیصد اردو، ۳ فیصد بلوچی، ۲ فیصد ہندکو، بروہی ایک فیصد، جبکہ انگریزی اور دیگر زبانیں ۸ فیصد بولی جاتی ہیں۔ جنگ ڈیولپمنٹ رپورٹنگ سیل نے مادری زبانوں کی اہمیت اور فروغ کے حوالے سے ماہرین سے جو بات چیت کی ہے اس کے مطابق ڈیپارٹمنٹ آف بنگالی زبان کراچی یونیورسٹی کے چیئرمین ڈاکٹر ابوطیب خان نے کہا ''ہر زبان مادری زبان ہے اور انسان کے بنیادی ابلاغ کا ذریعہ ہے، جو انسان کو اس کی پہچان دلاتی ہے۔ چیئرمین ورلڈ پنجابی کانگریس فخر زمان نے اس دن کو اہم قرار دیتے ہوئے کہا'' زبانوں کو ان کا جائز مقام نہیں مل رہا۔ ہماری مادری زبانیں ہی قومی زبانیں ہونی چاہئیں، جبکہ اردو کا درجہ سرکاری زبان اور رابطے کا ہونا چاہئے۔ ماہر ابلاغیات ڈاکٹر شمس الدین ڈین آرٹس فیکلٹی کا کہنا ہے: ''مادری زبان انسان کو سب سے پیاری لگتی ہے، انسان اگر اپنی مادری زبان میں ہی تعلیم حاصل کرے تو اس کے سیکھنے کے عمل میں تیزی اور مجموعی طور پر اس کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ (جنگ کراچی، ہفتہ ۲۱، فروری ۲۰۰۹ء)

سوات کا معاہدہ عارضی بندوبست ہے: صدر زرداری

امریکی صدر بارک اوباما کے پاکستان کے لئے خصوصی نمائندے رچرڈ ہولبروک نے جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات صدر مملکت آصف علی زرداری کے ساتھ ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور ان سے سوات معاہدے کے حوالے سے بات چیت کی اور سوات میں نفاذ عدل معاہدے کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ صدر زرداری کے ساتھ بات چیت کے بعد امریکی ٹی وی چینل کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں رچرڈ ہولبروک نے کہا کہ سوات میں ہونے والا معاہدہ ناقابل فہم ہے، یہ معاہدہ جسے ذرائع ابلاغ جنگ بندی قرار دے رہے ہیں وہ کہیں سرینڈر نہ ہو جائے۔

انہوں نے کہا کہ ٹیلیفونک بات چیت میں صدر زرداری نے انہیں یقین دلایا ہے کہ سوات کا معاہدہ عارضی بندوبست ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے دورۂ پاکستان میں صدر زرداری کو خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے کہ اسلام آباد دہشت گردوں کے مراکز سے صرف ۱۰۰ میل کے فاصلے پر ہے، افغانستان میں بگڑتی صورتحال اور اس کے مسائل سے ڈیل کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ افغانستان میں صدر اوباما کی جانب سے مزید ۱۷ ہزار فوجی بھیجنے کے حکم کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سے بگڑتی صورتحال کی لہر پر قابو کرنے میں مدد ملے گی، لیکن امریکی فوجیوں کا اضافہ کامیابی کی ضمانت نہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے عالمی ایٹمی پالیسی کے تقاضوں کے مطابق ہیں اور یہ پاکستان کی اعلیٰ کمانڈ اینڈ کنٹرول اتھارٹی کی تحویل میں ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۱ فروری ۲۰۰۹ء)

سندھ کے لیکچرارز ڈی پی سی نہ ہونے کے باعث ترقیوں سے محروم:

صوبائی محکمہ تعلیم کی عدم دلچسپی کے باعث گزشتہ برسوں سے لیکچرارز گریڈ ۱۷ کی ڈپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی (ڈی پی سی) نہ ہونے کی وجہ سے وہ ترقیوں سے محروم ہیں اور اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ ۱۸ میں ترقی کا خواب سجائے پھر رہے ہیں۔ صوبائی محکمہ تعلیم میں سیکڑوں ایسے لیکچراز کی تعداد جو گزشتہ ۱۰ سے ۱۲ سالوں سے بحیثیت لیکچرار کام کر رہے ہیں، مگر سفارش نہ ہونے کی وجہ وہ ترقی نہیں کر پائے ہیں، صوبائی محکمہ تعلیم میں لیکچرارز کی کل اسامیوں کی تعداد ۴۶۱۲ ہے جن میں ۱۸۰۴ خواتین اور ۲۸۰۸ مرد اساتذہ شامل ہیں، اس وقت ۲۵۹۹ لیکچرارز کام کر رہے ہیں، جن میں مرد و اساتذہ ۱۶۰۲ اور خواتین ۹۹۷ ہیں، اس طرح ۲۰۱۳ لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں، جن میں خواتین کی ۸۰۷ گزشتہ دنوں ڈائریکٹر رفیق صدیق نے جنگ کو بتایا کہ لیکچرارز کے لئے ڈی پی سی جلد بلائی جا رہی ہے، اس سلسلے میں ہم نے کیس تیار کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء)

پی ایچ ڈی اسکالرز زیادہ سے زیادہ تحقیق کریں: وائس چانسلر مظہر الحق صدیقی

سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر مظہر الحق صدیقی نے کہا ہے کہ پی ایچ ڈی ڈگری تعلیم کی آخری حد نہیں ہے، لیکن اس اعلیٰ ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد اسکالرز پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تحقیق کریں اور مزید اسکالرز پیدا کریں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے بیورو آف اسٹس کی جانب سے تحقیق کے میدان میں وسائل اور ضروریات کے موضوع پر ہونے والے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سینئر ریسرچ اسکالرز کو چاہئے کہ وہ نئے محققوں کی مدد کریں اور تحقیق کا کلچر تشکیل دیں۔ ڈاکٹر اقبال احمد پھوڑ ڈین سوشل سائنس فیکلٹی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں ریسرچ کے میدان مین کمپیوٹر ٹیکنالوجی نے لامحدود وسائل لمہیا کر کے تحقیق دانوں کے لئے مزید سہولت پیدا کردی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء)

عدالت کے ججوں کا غیر عادلانہ فیصلہ

لاہور ہائی کورٹ نے اخبارات اور ٹی وی چینلو پر اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کے خلاف خبریں شائع اور نشر کرنے پر پابندی لگادی ہے، عدالت نے لاہور ہائی کورٹ کے ایک سینئر جج کے انڈرورلڈ سے تعلقات پر مبنی خبر شائع کرنے پر دائر کردہ توہین عدالت کی درخواست کی سماعت کے بعد دی نیوز کے ایڈیٹر انوسٹی گیشن انصار عباسی، ریجنل پولیس آفیسر گوجرانوالہ ذوالفقار احمد چیمہ، ایڈیٹر دی نیوز اور سٹیٹ کو نوٹس جاری کردیئے۔ مسٹر جسٹس میاں نجم الزمان نے جمعہ کے روز بیٹر ظفر اللہ خان کی دائر کردہ توہین عدالت کی درخواست کو اہم معاملہ قرار دیتے ہوئے اسے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کو بھجوادیا اور سفارش کی کہ اس کیس کی سماعت کے لئے بڑا بینچ تشکیل دیا جائے۔ عدالت نے ابتدائی سماعت کے بعد حکم دیا کہ عدالت یا کسی جج کے خلاف مذکورہ خبر کے پس منظر میں کوئی مواد تاحکم ثانی شائع نہ کیا جائے۔ درخواست گزار بیرسٹر ظفر اللہ خان نے عدالت کے ایک سینئر جج کے انڈرورلڈ سے تعلقات سے متعلق خبر کی اشاعت پر انصار عباسی اور دیگر مدعا علیہان

کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی عمل میں لانے کی استدعا کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ خبر کے ذریعے عدلیہ کو بدنام کیا گیا۔ بی بی سی کے مطابق گوجرانوالہ کی پولیس نے کچھ عرصے پہلے انٹرپول کی مدد سے ملائشیا سے پنجاب پولیس کو مطلوب ایک ٹاپ مین ملزم نفو گورایہ کو گرفتاری کیا، ملزم نے گرفتار کے بعد اپنے بیان میں ایک اعلیٰ عدالتی افسر سے تعلقات کا اعتراف کیا تھا۔ یہ ملزم چند دن بعد ایک مبینہ پولیس مقابلے میں مارا بھی گیا، لیکن گوجرانوالہ کے ریجنل پولیس افسر نے مبینہ اعترافی بیان پر مبنی ایک رپورٹ بنا کر رجسٹرار ہائی کورٹ بھجوادی تھی، بعدازاں اسی مبینہ رپورٹ کو بنیاد بنا کر دو قومی اخبارات دی نیوز اور روزنامہ جنگ میں خبر شائع کی گئی۔ جسٹس نجم الزمان نے ابتدائی سماعت کے بعد مقدمہ باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کرلیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء)

اساتذہ تنظیموں پر عائد پابندی ختم، نوٹیفکیشن آج جاری کیا جائے گا: پیر مظہر الحق کا اعلان

صوبائی حکومت نے اساتذہ تنظیموں پر عائد پابندی ختم کرتے ہوئے منگل ۳ مارچ کو نوٹیفکیشن جاری کرنے کا اعلان کیا ہے، یہ اعلان سینئر صوبائی وزیر تعلیم پیر مظہر الحق نے پیر کو کراچی پریس کلب میں گورنمنٹ سیکنڈری اسکول ٹیچرز ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کے ہمراہ۔ ان خیالات کا اظہار پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے اساتذہ کو ترقیاں، ٹائم پے اسکیل اور میڈیکل کی سہولت کے ساتھ ہر ضلع میں اساتذہ کے لئے کلب قائم کرنے کا اعلان بھی کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ سابق وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم اور وزیر تعلیم حمیدہ کھوڑو نے اساتذہ تنظیموں پر پابندی عائد کر کے غیر جمہوری اقدام کیا اور اساتذہ کو جبری رخصت پر بھیجا، تاہم پیپلز پارٹی کی جمہوری حکومت کے قائم ہوتے ہی میں نے اسکول اساتذہ اور اساتذہ کی دیگر تنظیموں کو بلا کر ان کے مسائل معلوم کیے اور انہیں حل کرنے کا وعدہ کیا، جبری رخصت پر بھیجے گئے تمام اساتذہ کی رخصت ختم کر دی گئی، جبکہ اساتذہ تنظیموں پر عائد پابندی ختم کرنے کے لئے سپریم کورٹ میں دائر اپیل واپس لینے کا اعلان کیا گیا اور اس کی سمری منظوری کے لئے وزیر

اعلیٰ سندھ کو بھیجی، جنہوں نے پیر۲ مارچ کو اسے منظور کرلیا۔اب منگل ۳ مارچ کو چیف سیکریٹری اس کو واپس لینے کا با قاعدہ نوٹیفکیشن جاری کردیں گے، پیر مظہر الحق نے کہا کہ اسکولوں کی حالت زار کو بہتر بنانے کے لئے ہر ضلع کو ۱۰ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں، میں سندھ کو خواندگی کے لحاظ سے بلند کرنا چاہتا ہوں، اس وقت کراچی اور حیدرآباد کو نکال دیا جائے تو سندھ شرح خواندگی کے لحاظ سے سرحد سے بھی پیچھے چلا جائے گا۔(روزنامہ جنگ کراچی، ۳۔مارچ ۲۰۰۹ء)

فرح ڈوگر کیس کی تحقیقاتی رپورٹ موصول ہوگئی اساتذہ کا نیا سروس کیڈر متعارف کرایا جارہا ہے: وفاقی وزیر تعلیم

وفاقی وزیر تعلیم میر ہزار خان بجارانی نے کہا ہے کہ وزارت تعلیم کی اعلیٰ سطح کی تحقیقاتی کمیٹی نے فرح ڈوگر کے نمبر بڑھانے کے حوالے سے فیڈرل بورڈ کے ذمہ دار افسران اور اہلکاروں کے خلاف تحقیقاتی رپورٹ موصول کر لی ہے۔اس رپورٹ کی روشنی میں کارروائی ہوگی۔ نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان ۲۳ مارچ کو ہوگا۔اساتذہ کا نیا سروس کیڈر متعارف کرایا جارہا ہے۔وہ یہاں اپنی وزارت میں جنگ کو خصوصی انٹرویو دے رہے تھے۔وفاقی وزیر تعلیم میر ہزار خان بجارانی نے کہا کہ تحقیقاتی ٹیم نے ہر پہلو سے تفصیلی تحقیقات کی ہیں۔میں نے تحقیقاتی رپورٹ کو سرسری دیکھا ہے اس کی تفصیل نہیں پڑھی، ضروری ہوا تو انکوائری رپورٹ کو منظر عام پر بھی لائیں گے۔

شہید ملت گورنمنٹ گرلز کالج میں ہفتہ طلباء کی شاندار تقریب:

پروفیسر عشرت اقبال صاحبہ جب سے شہید ملت کالج کی پرنسپل منتخب ہوئی ہیں کالج دن دونی رات چوگنی ترقی کررہا ہے۔کالج میں بی کام کی تعلیم شروع ہوگئی ہے، ایم اے بلاک بن گیا ہے، اور باقاعدگی سے مختلف فنکشن ہورہے ہیں، ہفتہ طلباء کے حوالہ سے ۲۴ فروری ۲۰۰۹ء کو شاندار تقریب منعقد ہوئی۔شہید ملت گورنمنٹ گرلز کالج کی کارکردگی قابل تقلید ہے ان خیالات اظہار ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ (وزیر اعظم کے مشیر برائے ٹیکسٹائل) نے انٹرکالجیٹ مقابلہ قرأت و نعت سے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہی۔انہوں نے کہا کہ نوجوان ہمارا مستقبل

ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا ہمارا مستقبل تابناک ہے ہمارے نوجوان ہر شعبے میں اعلیٰ کارکردگی دکھارہے ہیں۔ تقریب کے صدر میر خلیل الرحمٰن سوسائٹی کے چیئرمین ارشد صابری نے صدارتی خطاب میں کہا کہ قرأت ونعت کی محفل میں شرکت ہم سب کے لئے باعث رحمت و برکت ہے۔ قبل ازیں کالج کی پرنسپل پروفیسر عشرت اقبال نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ سماجی رہنما نفیس احمد خان نے کہا کہ نوجوانوں میں خوداعتمادی کے لئے ضروری ہے کہ انہیں ایسے ماحول اور ایسے مواقع مہیا ہوں تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اور کھل کر مظاہرہ کرسکیں۔ مقابلہ قرأت کے منصفین ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، قاری حامد محمود قادری تھے، (ڈاکٹر صاحب نے موقع کی مناسبت سے اظہار خیال کیا، فن قرأت کی باریکیوں سے آگاہ کیا اور کراچی کے کالجوں کے مسائل سے آگاہ کیا) مقابلہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منصفین محمد وسیم، امیر سلیم اور تجلی ظہیر تھے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۴۔اپریل ۲۰۰۹ء)

مغربی تہذیب کا ثمرہ

بورن کا ۱۳ سالہ طالب علم ایلفی پیٹن ایک بیٹی کا باپ بن گیا ہے۔ چند روز قبل ایلفی کی ۱۵ سالہ گرل فرینڈ چینٹلی نے ایک بچی کو جنم دیا ہے۔ ایلفی پیٹن کا قد ۴ فٹ ہے، اور وہ قد کاٹھ کے لحاظ سے آٹھ سال کا بچہ معلوم ہوتا ہے، ایک جریدے سے گفتگو میں ایلفی نے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تو میرے ابو کبھی کبھار ۱۰ پونڈ جیب خرچ دیتے ہیں، میں پریشان ہوں کہ میں اپنی بچی کی پرورش کیسے کروں گا، مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ بچی کی نیپی کتنے میں ملتی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴۔فروری ۲۰۰۹ء)

سندھ کی نجی جامعات اور انسٹی ٹیوٹس کی درجہ بندی: آئی بی اے سرفہرست

چارٹر انسپکشن اینڈ ایویلیوریشن کمیٹی نے سندھ بھر کی ۲۲ نجی جامعات اور انسٹیٹیوٹ کی گریڈنگ کردی ہے۔ یہ گریڈنگ ۰۸۔۲۰۰۶ء کے لئے کی گئی ہے، جس کے مطابق صوبے کی ۹ نجی جامعات اور انسٹیٹیوٹس کو فائیو اسٹار اور ۱۲ کو فور اسٹار جبکہ ایک یونیورسٹی کو درجہ دینے کے بجائے

کارکردگی بہتر بنانے کی ہدایت کی ہے۔ تاہم پوائنٹس کے اعتبار سے انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن نے ۷۴، شہید ذوالفقار علی بھٹو انسٹیٹیوٹ نے ۷۳، اقراء یونیورسٹی اور انڈس ویلی اسکول آف آرٹس اینڈ آرکیٹکچر نے ۷۲ پوائنٹس حاصل کیے، دیگر فائیو اسٹار درجہ حاصل کرنے والے اداروں میں سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اور ٹیکسٹائل انسٹیٹیوٹ آف پاکستان نے ۷۱ ہمدرد یونیورسٹی، ضیاء الدین اور محمد علی جناح یونیورسٹی نے ۷۹ پوائنٹس لئے، ۱۲ نجی جامعات اور انسٹیٹیوٹس نے فوراً اسٹار درجہ حاصل کیا، جن میں اسراء یونیورسٹی، کراچی انسٹیٹیوٹ آف اکنامکس اینڈ ٹیکنالوجی، دادا بھائی انسٹیٹیوٹ آف ہائر ایجوکیشن، بقائی میڈیکل یونیورسٹی، گرین وچ یونیورسٹی، جناح یونیورسٹی برائے خواتین، خادم علی شاہ بخاری انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، پرسٹن انسٹیٹیوٹ آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، نیو پورٹس انسٹیٹیوٹ آف کمیونکیشن اینڈ اکنامکس، انڈس انسٹیٹیوٹ آف ہائر ایجوکیشن اور پرسٹن یونیورسٹی شامل ہیں جبکہ یونیورسٹی آف ایسٹ حیدرآبادی کو کوئی درجہ نہیں دیا گیا اور چارٹر کمیٹی نے یونیورسٹی کو بہتر بنانے اور مطلوبہ سہولتیں حاصل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ آئی بی ایم، زابیسٹ اور اقراء یونیورسٹی نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کی درجہ بندی میں ڈبلیو درجہ حاصل کر رکھا ہے۔ چارٹر انسپیکشن کمیٹی نے ۲۱ اداروں کی گزشتہ ۶ سال کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا۔ ان میں ۳ اداروں نے اپنی صورتحال کو برقرار جبکہ ۱۸ نے بہتر کیا ہے۔ جن اداروں نے صورتحال برقرار رکھی ہے ان میں جناح یونیورسٹی فار ویمن، گرین وچ یونیورسٹی اور اسراء یونیورسٹی حیدرآباد شامل ہیں۔ ہمدرد یونیورسٹی، محمد علی جناح یونیورسٹی، انڈس ویلی اور دیگر نے گزشتہ گریڈنگ میں فوراً اسٹار درجہ حاصل کیا تھا۔ نئی رینکنگ میں اب یہ فائیو اسٹار درجہ پر آ گئے ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۸۔فروری ۲۰۰۹ء)

گورنمنٹ ڈگری سائنس و کامرس کالج میں یوم حسینؓ ۱۹ فروری منایا جائے گا

گورنمنٹ ڈگری سائنس و کامرس کالج برائے طالبات کی جانب سے جمعرات ۱۹ روری کو یوم حسینؓ منایا جائے گا۔ جس میں ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی شہلا رضا بطور اعزازی مہمان

شرکت کریں گی۔ پروفیسر ڈاکٹر شائستہ زیدی، قاضی نورانی، ذوالفقار جعفری، ڈاکٹر اختر ہاشمی اور دیگر شرکت کریں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۸۔فروری ۲۰۰۹ء)

امریکی جاسوس طیاروں کی پاکستانی اڈوں پر موجودگی کی تصاویر:

امریکی جاسوس طیاروں کے حملوں اور آیا وہ افغانستان سے اڑتے ہیں یا پاکستان سے کے معاملے پر گرما گرم بحث مباحثے کے دوران کم از کم ایک حقیقت تصدیق شدہ ہے کہ یہ جاسوس طیارے پاکستان میں پارک (کھڑے) ہوتے ہیں۔ بلوچستان کی نامعلوم ہوائی پٹی کی دو تصاویر جو بالترتیب ۲۷ ڈگیر اور ۵۱ منٹ بجانب شمال رود ۶۵ ڈگری اور ۱۰ منٹ بجانب مشرق لی گئی ہیں، سے ثابت ہو گیا ہے، کہ کم از کم ۲۰۰۶ء سے پاکستانی سرزمین استعمال ہو رہی ہے، دونوں تصاویر ابھی تک گوگل ارتھ پر دیکھی جاسکتی ہیں، گوگل ارتھ ایسی سافٹ ویئر ہے۔ جس سے سیٹلائٹ کے ذریئے دنیا کا کوئی بھی کونہ دیکھا جاسکتا ہے، اور انٹرنیٹ کے استعمال کنندگان اس سے ہر چیز ملاحظہ کر سکتے ہیں، حتیٰ کہ گھر کے باہر کھڑی گاڑیاں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ گوگل ارتھ پر تصاویر براہ راست نہیں آتیں، تاہم ان کو سیٹلائٹ کی مدد سے چند ماہ بعد اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے۔ جاسوس طیاروں کی پاکستانی سرزمین پر پہلی تصویر ۲۰۰۶ء میں لی گئی، جس میں ۳ جاسوس طیارے کھڑے نظر آتے ہیں، یہ تمام ''گلوبل ہاکس'' ہیں۔ تصاویر پر زاویے دیئے گئے ہیں اور اس پر انتہائی مدہم سے ۲۷ ڈگری اور ۵۱ منٹ بجانب شمالی جبکہ ۶۵ ڈگری اور ۱۰ منٹ بجانب مشق لکھا ہوا نظر آتا ہے، یہ زاویے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ پٹی جیکب آباد ہوائی اڈے سے زیادہ دور نہیں ہے جو کہ ۲۸ ڈگری شمال اور ۶۸ ڈگری مشرق میں واقع ہے۔ تقریباً ۲۸ سو میٹر طویل یہ پٹی ضلع خاران میں گاؤں وڈھ کے قریب ہے جو کہ سندھ بلوچستان سرحد کے قریب واقع ہے، تصویر میں ہوائی پٹی کے آس پاس کا انفرااسٹرکچر بھی نظر آتا ہے، اور انتہائی بائیں جانب ''وی'' شکل کا نظر آنے والا ڈھانچا۔ دراصل ہینگر ہے۔ تصویر میں ۳ گلوبل ہاکس نظر آرہے ہیں، جو بالکل امریکی محکمہ دفاع کے زیر استعمال طیاروں جیسے ہیں، یہ بہت زیادہ بلندی پر جاکر جاسوسی کرنے والے طیارے ہیں اور ان کی فضا میں

رہنے کی صلاحیت اس قدر زیادہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک طیارہ لاس انجلس میں واقع ایڈورڈز ہوائی اڈے سے اڑا اور ۲۲ گھنٹے کی پرواز کے بعد آسٹریلیا پہنچ گیا، بلکہ مارچ ۲۰۰۱ء میں گلوبل ہاک طیارے نے بغیر پائلٹ کے ۳۰ گھنٹے پرواز کر کے ورلڈ ریکارڈ قائم کیا تھا۔ گوگل ارتھ ۲۰۰۶ء کی تصاویر یا اس کے قریبی زاویئے رکھنے (تھوڑے بہت فرق کے ساتھ) والی تازہ ترین تصاویر کے بغور جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۲۰۰۶ء سے اب تک بہت سی نئی تعمیرات کی گئی ہیں، اور بڑی دلچسپ ہیئت ترکیبی سامنے آتی ہے جو کہ صدف سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ ایک ماہر جیسی لگتی ہے، مرکزی ہوائی پٹی سے دور ہنگر اور پارکنگ ایریا کے پاس نظر آتی ہیں، جبکہ ہوئی پٹی کی دوسری (مغربی) سمت (اگرچہ ۲۰۰۹ء والی تصاویر نظر نہیں آرہی) میں رہائشی بیرکس نظر آرہی ہیں، جو کہ دفاعی دیوار (حصار) کے اندر تعمیر کی گئی ہیں۔ تاہم ۲۰۰۶ء اور ۲۰۰۹ء کی تصاویر کے تقابل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ ہوائی پٹی وہی ہے، خاص طور پر طول بلد اور عرض بلد کے لحاظ سے جو کہ بالکل ایک جیسی ہیں۔ کیونکہ ان میں انتہائی معمولی منٹوں کا فرق ہے جبکہ پاکستان دفاع اور خارجہ وزراء نے اس بات کی تردید کی ہے کہ ڈرون طیاروں کے لئے پاکستانی اڈے استعمال ہو رہے ہیں، حالانکہ یہ ریکارڈ شدہ بات ہے کہ پاکستانی اڈے امریکہ کے زیر استعمال رہے ہیں، اور اب بھی ہو رہے ہیں، اور امریکہ نے اس کے عوض پاکستانی حکومت کو ادائیگیاں کی ہیں۔ دراصل اپریل ۲۰۰۳ء میں سینٹ کام Centcom کی ویب سائٹ پر افغانستان پر حملے کے دوران طالبان کے خاتمے کے لئے پاکستان کی طرف سے امریکہ کو فراہم کی گئی مدد کی تفصیلات غلطی سے جاری کردی گئیں تھیں، ویب سائٹ نے نہ صرف اس بات کی تصدیق کی کہ پاکستانی اڈے استعمال کئے گئے بلکہ اس بات کی بھی تصدیق کی کہ پاکستان کی سرزمین سے طالبان پر حملوں کے لئے ۶۷ ہزار پروازیں کی گئیں، سینٹ کام کی طرف سے جاری کردہ تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کو افغانستان پر امریکی حملے سے ۱۰ ارب ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا تھا، جب یہ تفصیلات بین الاقوامی میڈیا میں آئیں تو سینٹ کام کی ویب سائٹ سے یہ تفصیلات اور ان کے

حوالہ جات ہٹا دیئے گئے، ایئر پورٹ جہاں امریکی جاسوس طیارے کھڑے ہیں، خاران سے ۱۲۰ کلومیٹر جنوب مشرق میں ہے اور یہ امریکی فورسز کے زیر استعمال ہے، ایک جاسوس طیارہ اسی علاقے میں تباہ ہوا اور اس کا ملبہ پہاڑوں سے ملا تھا، بعد ازاں اس کو شمسی ایئر پورٹ منتقل کر دیا گیا تھا۔

جید علماء نے بجلی کی چوری کو غیر شرعی قرار دیدیا: فتویٰ جاری

دینی اداروں سے تعلق رکھنے والے ۱۲ جید علمائے کرام نے بجلی کی چوری کو شرعاً ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا ہے، علماء نے کہا ہے کہ جو مسلمان کنڈے کے استعمال، میٹر کی رفتار سست کر کے یا کسی اور طریقے سے اس غیر شرعی حرکت کے مرتکب ہوتے رہے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اس گناہ کی توبہ کرتے ہوئے اب تک کی چوری شدہ بجلی کی قیمت کے برابر رقم بجلی کمپنی کو ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ متعلقہ ادارے کی اجازت کے بغیر بجلی استعمال نہ کرنے کا پختہ عہد کریں۔ علمائے کرام نے کہا کہ محفل میلاد یا دوسری محافل پر چراغاں کے لئے کنڈے کی بجلی استعمال کرنا بھی چوری میں شمار ہوتا ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا ایسے میلاد سے ثواب کی امید نہیں رکھی جا سکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف مال حلال ہی کو قبول فرماتا ہے۔ (اخبار المدارس، ۸ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۹ء)

چین کے علاقہ یورومکی میں مسلمانوں کا قتل عام، سینکڑوں زخمی ہزاروں گرفتار

چین کے شمال مغربی اور مسلم اکثریتی صوبے سنکیانگ میں فرقہ وارانہ فسادات کے بعد پھوٹ پڑنے والے ہنگاموں کے دوران ۱۵۶ افراد ہلاک اور ۸۰۰ سے زائد زخمی ہو گئے جبکہ سینکڑوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مشتعل افراد نے کئی گاڑیوں اور عمارتوں کو آگ لگا دی۔ چینی حکام کا کہنا ہے کہ صورتحال کی ذمہ دار مسلم اوغر گروپ کی امریکہ میں جلاوطن رہنما ہیں۔ سرکاری ٹی وی کے مطابق فسادات صوبہ کے دارالحکومت یورومکی میں اس وقت شروع ہوئے جب مسلمان اکثریتی علاقے میں ۲ افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ صوبہ سنکیانگ میں مسلم تحریکوں کے آزادی کے حق

میں مظاہرے جاری ہیں، ان مظاہروں کا آغاز دارالحکومت بیجنگ سے ہوا، جس نے تمام مسلم آبادی والے علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ متاثرہ علاقوں میں مظاہروں، فائرنگ اور جلاؤ گھیراؤ کا سلسلہ جاری ہے، مظاہروں میں عسکریت پسندوں کے ملوث ہونے کا شبہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ علاقائی حکومت کے ترجمان نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ ہلاکتوں کی تعداد میں اضافے کا امکان ہے۔ سنکیانگ کی حکومت نے الزام لگایا ہے کہ ہنگاموں کے پیچھے امریکہ میں مقیم اوغر علیحدگی پسندوں کی رہنما ربیعہ قدیر کا ہاتھ ہے۔(اخبار المدارس، ۸تا۱۴جولائی ۲۰۰۹ء)

وفاق المدارس العربیہ کے تحت سالانہ امتحانات، ۲ لاکھ سے زائد طلبا وطالبات شرکت کرینگے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت سالانہ امتحانات ۱۸ جولائی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ سے پورے پاکستان اور آزاد کشمیر میں بیک وقت شروع ہوں گے۔ یہ فیصلہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان کی زیر صدارت منعقدہ وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی کے اجلاس میں کیا گیا۔ اس سال دو لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات امتحانات میں شرکت کررہے ہیں جن کے لئے گیارہ سو پانچ امتحانی مراکز اور ان کے لئے پانچ ہزار دو سو معاون نگراں، گیارہ ہزار پانچ نگراں اعلیٰ اور چار سو بیانوے ایگزامنر کو مامور کیا گیا ہے۔(اخبار المدارس، ۸ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۹ء)

جہاد انفرادی طور پر نہیں ہوسکتا دارالعلوم دیو بند کا فتویٰ

دارالعلوم دیو بند کے ممتاز علماء نے کہا ہے کہ بچیوں کی تعلیم پر پابندی لگانے اور بے گناہوں کا خون بہانے والے ظالم ہیں۔ عدالتوں اور جمہوریت کو غیر شرعی کہنا جہالت ہے۔ جہاد کوئی شخص انفرادی طور پر نہیں کرسکتا۔ مزدوروں اور بازاروں پر دھماکے کرنا غیر شرعی ہے۔ طالبان اسلام کے ترجمان نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں کا دیو بند سے کوئی تعلق ہے۔ پاکستان میں جے یو آئی کے سربراہ مولانا فضل الرحمن سیاست دان زیادہ اور عالم کم ہیں۔ تفصیلات کے مطابق عالمی شہرت یافتہ دارالعلوم (وقف) دیو بند کے شیخ الحدیث اور شعبہ عربی کے صدر مولانا محمد اسلم قاسمی

نے کہا ہے کہ طالبان کی طرف سے خود کو دارالعلوم دیوبند سے وابستہ کرنا درست نہیں، کیونکہ ان کے افکار دارالعلوم تو کیا، اسلام سے بھی میل نہیں کھاتے۔ جمعہ کے دن ایک خصوصی انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ مسلکی طور پر وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہوں مگر دیوبندی علماء ان کے افعال کو پسند نہیں کرتے۔ ان کے الفاظ میں دیوبندی تحریک سے وابستہ علماء طالبان تحریک کے قطعی خلاف ہیں۔ انہوں نے طالبان کے ذریعے جمہوریت کو غیر اسلامی کہے جانے پر سخت اعتراض کیا۔ مولانا قاسمی نے زور دے کر کہا جمہوریت قطعی طور پر اسلامی نظریہ ہے کیونکہ مجلس شوریٰ کا تصور اسلام میں ہمیشہ سے موجود تھا اور فیصلے مشاورت سے ہی کئے جاتے تھے۔ اس لئے جمہوریت یا عدالت کو غیر اسلامی کہنے والے دین اور شریعت سے واقف نہیں ہیں کیونکہ فی زمانہ جمہوریت ہی سب سے بہتر نظامِ حکومت ہے۔ اُدھر بھارت کے ایک اور اہم اسلامی ادارے، امارات شریعہ بہار، اڑیسہ اور جارکھنڈ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے پٹنہ میں وائس آف امریکہ سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ طالبان کے نظریات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (اخبارالمدارس، ۲۴ تا ۳۰ جون ۲۰۰۹ء)

سپریم کورٹ نے مدارس اسناد سے متعلق درخواستیں غیر مؤثر قرار دیدیں

سپریم کورٹ نے دینی مدارس کی اسناد سے متعلق دائر درخواستیں غیر مؤثر قرار دیتے ہوئے نمٹا دیں۔ جمعرات کو محمد اسلم خاکی ایڈووکیٹ، مولوی اقبال حیدر اور ایم ایم اے کے ارکان قومی اسمبلی کی طرف سے دائر درخواستوں کی سماعت جسٹس تصدق حسین جیلانی کی سربراہی میں پانچ رکنی بینچ نے کی۔ سماعت کے دوران محمد اسلم خاکی ایڈوکیٹ عدالت میں پیش ہوئے۔ انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ دینی مدارس کی اسناد کو بی اے کی ڈگری کے مساوی حیثیت ملنی چاہئے، جس پر عدالت نے اپنے ریمارکس میں کہا کہ چونکہ انتخابی عمل میں حصہ لینے کے لئے بی اے کی شرط ختم ہوچکی ہے، اور گزشتہ دور میں ایم ایم اے کے امیدواران مدارس اسناد پر انتخاب میں حصہ بھی لے چکے ہیں تاہم اب انتخابات میں حصہ لینے کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔ عدالت نے

اس حوالے سے دائر تمام درخواستوں کو غیر مؤثر قرار دیتے ہوئے نمٹا دیا۔ (اخبار المدارس، ۲۴، ۳۰ جون ۲۰۰۹ء)

روداد: مکالمہ بین المذاہب پر چوتھی عالمی کانفرنس کا جامعہ ازہر مصر کے زیر اہتمام انعقاد

رپورٹ: چیف ایڈیٹر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

چیف ایڈیٹر کی شرکت اور حکومت کو تجاویز

سعودی عرب نے اسلام کے حوالہ سے عالمی آگاہی کے لئے مکالمہ بین الذاہب پر عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا اور سعودی عرب ہی کے تعاون سے ویٹیکن میں عالمی کانفرنس منعقد ہوئی، مصر کے عظیم تعلیمی ادارہ جامعہ ازہر نے بھی اپنا رول ادا کیا اور ۲۸ تا ۳۰ جون ۲۰۰۹ء کو سہ روزہ ''الازہر والغرب ضوابط الحوار و حدودہ'' کے عنوان سے منعقد کی، جس میں دنیا بھر سے اہل علم حضرات کو مدعو کیا گیا، تقریباً ۳۶۔ افراد نے خطاب کیا۔ پاکستان سے چار افراد مدعو تھے، جس میں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، ڈاکٹر احمد جان، ڈاکٹر اکرام الحق اور ڈاکٹر صلاح الدین ثانی۔ افغانستان، ھندوستان بنگلہ دیش اور سری لنکا وغیرہ سے کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔

۲۷ جون کی صبح پاکستان سے روانگی ہوئی، بحرین میں چند گھنٹہ قیام کے بعد اسی دن شام کو قاہرہ ایئرپورٹ پر اترے جہاں حکومت مصر کے پروٹوکول آفیسرز موجود تھے، کلیرنس کے بعد ہمیں قاہرہ کے شاندار و مہنگے ترین ہوٹل الحیاۃ میں ٹھہرایا گیا یہ دریائے نیل کے کنارے شاندار لوکیشن پر موجود ہے، جس کی ہر کھڑکی نیل کے ساحل پر کھلتی ہے۔

۲۸ جون کو کانفرنس کا آغاز ہوا جس سے وزیر اوقاف، شیخ الازہر رئیس الازہر وغیرہ نے خطاب کیا، (جس کی تفصیل اسی شمارہ کے گوشہ عربی میں ضمیمہ کے اندر موجود ہے) ہر روز تین تا چار سیشن ہوتے تھے، جس میں مسلم و غیر مسلم اسکالرز اپنے اپنے تحقیقی مقالات پیش کرتے تھے، اور سامعین اس پر مناقشہ، تعلیق اور سوالات کرتے تھے، جب کوئی مقرر یا ناقد امریکہ یا عالمی قوتوں پر نقد کرتا تو ہال تالیوں سے گونج اٹھتا تھا۔ کانفرنس میں عربی و انگریزی میں مقالات پیش کئے

گئے، رئیس الازہر ڈاکٹر طیب جو کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں رہ چکے ہیں، ہمہ وقت کانفرنس میں موجود رہے اور مناقشہ میں حصہ لیتے رہے۔ شرکاء کانفرنس کے لئے شاندار کھانوں کا اہتمام کیا گیا اور مہمانوں کو قاہرہ کے اہم مقامات کا وزٹ کرایا گیا۔

کانفرنس کے بعد سعودی عرب عمرہ کے لئے جانے کا پروگرام تھا لیکن بعض ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر ممکن نہ ہوسکا۔

قاہرہ کتابوں اور لائبریریوں کا مرکز ہے، جامعہ ازھر کے عقب میں ۲۳ سال قبل جن کتب فروشوں کو دیکھا کرتے تھے وہ آج بھی موجود ہیں۔ بلکہ یہ کتب خانے مزید گلیوں میں پھیل گئے ہیں، اکثر کتب فروش خود بھی صاحب علم ہیں، کتابوں کی قیمت ضخامت کی بنیاد پر نہیں بلکہ علمی قدر و قیمت کی بنیاد پر متعین کی جاتی ہے، البتہ غیر ملکیوں کو پہچان کر بعض کتب فروش قیمتوں میں اضافہ کردیتے ہیں، لیکن مصر کے کتب بازار کا اگر دیگر ممالک مثلاً سعودی عرب وغیرہ سے موازانہ کیا جائے تو یہ بازار زیادہ سستا ہے، بعض کتب فروش مصنفین کو رعایتی قیمت پر کتب فراہم کرتے ہیں، مسجد حسین کے نزدیک مکتبہ دار السلام کے مالک کا یہ حسن سلوک مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

اسکندریہ قاہرہ سے تین گھنٹہ کے فاصلہ پر ایک محافظہ (صوبہ) ہے۔ جو ساحل سمندر پر واقع ہے، ہر چھٹی کے موقع پر یہاں لاکھوں ملکی وغیر ملکی آتے ہیں، ساحل پر اسکندریہ لائبریری ہے (یہ وہی معروف لائبریری ہے جس کے بارے میں مستشرقین نے الزام لگایا ہے کہ حضرت عمرؓ کے حکم پر جلائی گئی، شبلی اس الزام کی تردید کی ہے) جو کہ مکمل کمپیوٹرائز ہے۔ یہ عرب ممالک کے تعاون سے انتہائی خوبصورتی سے تعمیر کی گئی ہے، اس سے قبل ایسی لائبریری کم از کم میں نے نہیں دیکھی۔ یہاں قارئین کو تمام سہولتیں فراہم کی گئی ہیں اور داخلہ فیس مقرر کی گئی ہے، ہر وزیٹر کو مقامات مقدسہ کے ساتھ اس لائبریری کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

۲۳ سال قبل جب جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اس وقت صرف پانچ پاکستانی طالب علم تھے، لیکن اس مرتبہ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تقریباً پچاس پاکستانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں

اور اکثریت کا تعلق ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کے ادارہ منہاج سے ہے، ڈاکٹر صاحب نے اپنے طلباء کو نہ صرف یہاں داخل کرانے میں مدد کی بلکہ معلوم ہوا کہ ان کا ادارہ بہت سے طلباء کو اسکالرشپ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس سے قبل کسی فرد یا ادارہ نے ایسی قابل قدر خدمت انجام نہیں دی ہے۔ ہر مسلک میں بہت سے مذہبی ٹھیکہ دار موجود ہیں جو صرف اپنی آل اولاد کے لئے یہ سہولتیں فراہم کرتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کا یہ عمل ان کے لئے نمونہ ہے۔

جن پاکستانیوں سے ملاقات ہوئی ان میں سے اکثریت نے پاکستان کے مختلف دینی مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے، بعض پاکستانی دوستوں کا خاص طور سے ذکر کرنا چاہوں گا جنہوں نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا نہ صرف مجھے پاکستانی کھانے کھلائے بلکہ مختلف امور میں بہت تعاون کیا۔

ان دوستوں میں بادشاہ خان جن کا سرحد سے تعلق ہے جامعۃ الزقازیق سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں، اور مع اہلیہ قیام پذیر ہیں، موصوف کی اہلیہ بھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں، بہت محنتی اور علم دوست شخصیت ہیں۔ حافظ عتیق الرحمٰن صاحب جن کا پنجاب سے تعلق ہے بہت ذہین اور محنتی شخص ہیں، مع اہل وعیال قیام پذیر ہیں میرے لئے بہت معاون ثابت ہوئے اور بہت قیمتی وقت عنایت کیا۔ پیر اشفاق احمد مالاکنڈ سرحد سے تعلق رکھتے ہیں مع اہلیہ قیام پذیر ہیں، بہت پر عزم نوجوان ہیں، حافظ ساجد صاحب بھی جامعہ ازھر میں زیر تعلیم ہیں سنجیدہ اور ذہین ہیں، متعدد امور میں معاونت کرتے رہے۔ حافظ غلام انور صاحب کا تعلق سندھ سے ہے جہد مسلسل کے بعد جامعہ ازہر پہنچے ہیں، پی ایچ ڈی مقالہ تحریر کرنے میں مصروف ہیں۔ لائق وفائق شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ ان کے ساتھ حافظ محمد اشرف سعیدی صاحب رہتے ہیں، بلکہ مدینۃ البعوث میں دونوں کی رہائش ایک ہی کمرہ میں ہے، نیک فطرت اور خدمت گزار ہیں، کلیہ کی تکمیل کے بعد پاکستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر غلام محمد قمر صاحب کا ذکر کئے بغیر تذکرہ ہی نامکمل رہتا ہے، آپ نے جامعہ ازہر

سے پی ایچ ڈی کیا، اب تدریس سے وابستہ ہیں، اور دنیا بھر میں ریڈیو قاہرہ کے ذریعہ عربی کو فروغ دے رہے ہیں، ہماری درخواست پر علوم اسلامیہ کراچی کے پروفیسرز کو جدید عربی سکھانے کا جزبہ رکھتے ہیں، ہمیں امید ہے موصوف کی سرپرستی سے کالج میں اسلامیات کی تدریس کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جو سعادت عطا فرمائی اس فیض کو مختلف انداز میں آگے بڑھانے کے لئے بعض پروگرام زیر غور ہیں اور بعض پر کام کا آغاز کردیا گیا ہے، تاکہ دیگر احباب بھی ان ممالک کا سفر کرسکیں، اور اپنے مطالعہ میں اضافہ کرسکیں، اسی حوالہ سے درج ذیل درخواست ہائی اتھارٹی کو پیش کردی گئی ہے۔

موضوع: رپورٹ قاہرہ انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت اور تجاویز

گرامی قدر جناب وزیر تعلیم صاحب صوبہ سندھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا میں ۲۷ جون ۲۰۰۹ء کو حکومت مصر کی دعوت پر جامعۃ الازہر قاہرہ کے زیر اہتمام منعقدہ انٹرنیشنل کانفرنس بعنوان "**الازهر والغرب الحوار حدودها وضوابطها**" (مکالمہ بین المذاہب) میں شریک ہوا۔ مباحثہ و مناقشہ میں حصہ لیا اور پاکستان کی نمائندگی کی، جامعۃ الازہر دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے، میں اس سے قبل ۱۹۸۷ء میں بھی جامعۃ الازہر کے زیر اہتمام منعقدہ انٹرنیشنل کانفرنس میں شریک ہوچکا ہوں۔ (دیگر کانفرنسوں و سیمینارز میں شرکت کی تعداد چالیس سے زائد ہے)۔

۱۔ یہ کانفرنس مذاہب کے درمیان رواداری اور انتہاپسندی کے خاتمہ کے حوالہ سے جامع و مؤثر کانفرنس تھی۔

۲۔ کانفرنس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے مختلف مذاہب کے اسکالرز نے تین یوم تک بھرپور انداز میں حصہ لیا۔

۳۔ کانفرنس میں مختلف مسلم ممالک کے ساتھ پاکستان کے حالات بھی زیر بحث آئے۔

۴۔ شیخ الازہر، امین العام الازہر رئیس الازہر اور نائب وزیر اوقاف سے اسی مناسبت سے انٹرویو کیے، (یہ انٹرویوز میری زیرادارت شائع ہونے والے مجلّہ ''علوم اسلامیہ انٹرنیشنل'' عربی، انگریزی، سندھی، اردو میں شامل ہیں) انہیں پاکستان کے نظام تعلیم سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ کانفرنس اور ٹریننگ کے لئے پاکستان سے اساتذہ کرام، وآئمہ کرام کو مدعو کیا جائے، تاکہ رواداری پر مبنی جامعہ ازہر کا رویہ دنیا بھر میں رواج پائے، جسے انہوں نے قبول کیا اور پسند کیا ہے۔

۵۔ اعزاز: جامعۃ الازہر کے سربراہ کے دستخطوں کے ساتھ الـرابطة العالمية لخريج الازهر ۲۰۰۹ء The world Association for Al-Azhar Graduates 2009 کا کارڈ جاری کیا گیا اور ممبر شب A000123 دی گئی۔ یہ نمائندگی پاکستان کے لئے اور سندھ کے کالجز کے لئے اعزاز ہے۔

۶۔ تجاویز: جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے ہر سطح پر انتظام موجود ہے، لیکن کالج کی سطح پر اساتذہ کے لئے ٹریننگ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ آپ سے درخواست ہے اسلامک اسٹڈیز کے اساتذہ کو ٹریننگ کے لئے جـامـعـة الازهـر قـاهـره مـصـر، جـامـعة قاهره، جامعة الزقازيق اور سعودی عرب کی مدينة يونيـورسـتـي، جامعة أم القرىٰ مكة المكرمة اور جامعہ ریاض بھیجا جائے، تاکہ اساتذہ تدریس کے جدید اصولوں سے واقف ہوں اور اس مخصوص ماحول میں عربی و اسلامیات کے مطالعہ میں وسعت ہو۔ فکری وسعت کے ساتھ رواداری فروغ پائے۔

۷۔ دوسری تجویز یہ ہے کالج کی سطح پر ایکس پاکستان لیو Ex-Pakistan Live حاصل کرنے میں چار چینل سے گزرتے ہوئے اوسطاً دو تا تین ماہ صرف ہو جاتے ہیں، اس دوران کانفرنس منعقد ہو چکی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے کالج اساتذہ ان کانفرنسوں میں شریک نہیں ہو سکتے، جبکہ یونیورسٹیز میں یہ ''ایکس پاکستان لیو'' ایک ہفتہ تا پندرہ دن میں مل جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے یونیورسٹیز کے اساتذہ بڑی تعداد میں انٹرنیشنل کانفرنسوں میں شریک ہوتے ہیں، لیکن کالج کے اساتذہ محروم رہتے ہیں۔